پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳
رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱
مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا
روزنامہ
خطبہ نمبر ۳۹
فی پرچہ ۱
المصلح
۹ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ
ایڈیٹر عبدالقادر بی۔اے
جلد ۶ | ۱۶ فتح ۱۳۳۲ ھش - ۱۶ دسمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۱۴

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۲ فتح ۱۳۳۲ھش۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت تو اچھی ہے۔ لیکن کچھ پیچش کی شکایت ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعا جاری رکھیں ؛

کراچی ۱۵ دسمبر۔ ڈچ گی آنا کے ایک احمدی نوجوان عبد العزیز جمن بخش صاحب ہالینڈ اور انگلستان ہوتے ہوئے ایم ایس بتوری جہاز سے کل کراچی وارد ہوئے۔ آپ ڈچ گی آنا کے ایک احمدی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد مکرم عبد الغفور جمن بخش صاحب وہاں کپڑے کے تاجر ہیں۔ اور پرانے احمدی ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کی ہے۔ اور دینی تعلیم کی غرض سے ربوہ آئے ہیں۔ آپ کراچی میں دو چار روز قیام کرنے کے بعد ربوہ روانہ ہو جائیں گے۔ احباب بخیریت ربوہ پہنچنے اور حصول مقصد میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ؛

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ پر احباب کثرت کے ساتھ آئیں اور یہاں آکر اپنا سارا وقت دین کے لئے خرچ کریں

کارکن خدمت کا اعلیٰ معیار قائم کریں اور اخراجات میں ہر ممکن کفایت کو ملحوظ رکھیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ دسمبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

ضروری نوٹ:۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔ کہ یہ خطبہ سارے جلسوں کو سنایا جائے اور بار بار سنایا جائے تاکہ احباب جماعت کو اس کا اچھی طرح علم ہو جائے ؛

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج دسمبر کی ۱۱ تاریخ ہو چکی ہے اور

جلسہ کے دن

قریب آرہے ہیں۔ اس لئے میں جلسہ کے متعلق بیرون جات کے احباب کو اور مقامی احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ گزشتہ سال یہ شکایت پیدا ہوئی تھی۔ کہ یہاں جن لوگوں نے مکانات بنائے ہیں۔ انہوں نے جلسہ کے مہمانوں کے لئے بہت کم مکانات دیئے ہیں۔ اور منتظمین اسی بات پر بھروسہ کئے بیٹھے رہے کہ مکانات بن رہے ہیں۔ ان کا معتدبہ حصہ جلسہ کے مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے ہمیں مل جائے گا۔ اس سال جو بیرکیں بن رہی ہیں اول تو وہ ناقص ہیں۔ اور پھر شاید ان میں اتنے آدمی نہ آ سکیں جتنے گزشتہ سالوں میں آئے تھے۔ زنانہ بیرکوں کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ پچھلے سالوں میں وہ اتنی کھلی تھیں کہ تین عورتیں آگے پیچھے سو سکتی تھیں۔ لیکن اس سال ایسی بیرکیں بنائی جارہی ہیں۔ کہ ان میں صرف ایک عورت بیرک کی چوڑائی میں سو سکے گی پس گو بظاہر اتنی ہی بیرکیں بنائی جارہی ہیں جتنی پچھلے سالوں میں بنائی گئی تھیں۔ لیکن درحقیقت ان میں گنجائش ایک تہائی کی ہے۔ پس پہلے تو میں ان دوستوں کو جنہوں نے ربوہ میں مکانات بنائے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے وہ اپنے

مکانوں کا ایک حصہ

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے دیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں قریباً ایک ہزار مکان بن چکا ہے۔ بعض لوگ پورا پورا مکان بھی جلسہ کے لئے دے سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ربوہ نہیں آسکیں گے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں۔ جن کے مکانات میں ۵-۵-۶-۶ کمرے ہیں۔ اگر وہ خود دو تین کمروں میں گزارہ کر لیں تو جلسہ کے لئے دو تین دو کمرے دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر اوسط ایک ایک کمرہ فی مکان کی بھی لگالی جائے۔ تو جلسہ کے لئے ہمیں ایک ہزار کمرے مل سکتے ہیں۔ اور ایک کمرہ میں دس بارہ مہمان ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ گویا پرائیویٹ مکانوں میں دس بارہ ہزار مہمانوں کی گنجائش ہو سکتی ہے پھر مہمان خانہ بھی ہے سکول ہیں۔ اسی طرح

ضرورت کے موقعہ پر

مساجد بھی استعمال میں لائی جاسکتی ہیں۔ یہاں ربوہ میں ایسی سردی نہیں پڑتی جیسی سردی قادیان میں پڑتی تھی اکثر حصہ موسم سرما کا یونہی گزر جاتا ہے۔ اور محسوس بھی نہیں ہوتا کہ سردیاں آگئی ہیں۔ ہوا چلتی ہے تو سردی محسوس ہوتی ہے۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے قدرتاً سردی کم ہو جاتی ہے۔ پس ان دنوں میں مساجد کو بھی رہائش کی جگہ بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ربوہ کی ساری مساجد کو لے لیا جائے۔ تو دو ہزار مہمانوں کے لئے گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔ پھر پرانے دفاتر خالی ہو گئے ہیں انہیں اور سلسلہ کی نئی عمارتوں کو ملا کر دو تین ہزار مہمانوں کے لئے گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔ کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ جلسہ کے دنوں میں

تکلیف اٹھا کر بھی

سلسلہ کی عمارتوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ خالی کریں۔ پھر جن لوگوں نے مکانات بنائے ہیں۔ اگر ان کے ہاں زیادہ مہمان نہیں آرہے۔ بعض گھروں میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بہت زیادہ مہمان آجاتے ہیں اور وہ پورا کمرہ جلسہ کے لئے نہیں دے سکتے۔ ان کو معذور سمجھا جائے۔ کیونکہ وہ مہمان درحقیقت جلسہ کے مہمان ہی ہوتے ہیں۔ اور بسا اوقات وہ لوگ دوہری تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ مہمانوں کو جگہ بھی دیتے ہیں اور کھانے کو بھی دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے باقی دوست اپنے مکانات کا زیادہ سے زیادہ حصہ جو وہ خالی کر سکیں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے ٹھہرنے کے لئے دیں ؛

دوسری چیز

خدمت

ہوتی ہے۔ چند لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو مقررہ دنوں میں ہر سال مل جاتے ہیں۔ مثلاً ہائی سکول کالج اور جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طالب علم ہیں یہ تو بنا بنایا ذخیرہ ہیں جس سے وقت پر کارکن لے لئے جاتے ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ وقت سے پہلے انہیں اس بات کی ٹریننگ دی جائے۔ کوئی بات بھی بغیر سمجھانے اور مشق کرانے کے نہیں آتی۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی مشق کرنے اور پوری طرح سمجھنے سے پہلے کیا جائے۔ تو اس میں نقص رہ جاتا ہے۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

یوروپین لوگوں میں

یہ خوبی ہے کہ وہ ہر کام سے پہلے ریہرسل کرتے ہیں۔ ابھی ملکہ برطانیہ کی تاجپوشی ہوئی تو وہاں تمام امور کا ریہرسل کیا گیا جس سے ہر شخص کو یہ پتہ لگ گیا۔ کہ اس نے کہاں سے آنا ہے کہاں بیٹھنا ہے۔ اور کیا کام کرنا ہے۔ سب لوگوں کی مشق ہوگئی۔ اور وقت پر کسی غلطی کا امکان نہ رہا۔ ہمارے ہاں بھی ہر کام کا ریہرسل ہونا چاہیئے۔ سکولوں میں جو سہ ماہی ششماہی اور نو ماہی امتحانات ہوتے ہیں۔ ان کی غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ طلبا کو بتایا جائے کہ انہوں نے سالانہ امتحان کے موقعہ پر کیا کرنا ہے۔ اور کیا کیا احتیاطیں ان کے لئے ضروری ہیں۔ جلسہ سالانہ سے قبل اگر تمام طالب علموں کو اسکے کام کی

ریہرسل

کرادی جائے۔ تو وقت پر غلطی کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ تمام کارکن اپنے اپنے کام پر مقرر ہوں۔ اور مصنوعی طور پر یہ فرض کر لیا جائے کہ آج کام شروع ہے جن کارکنوں نے گھروں پر کھانا لے جانا ہے۔ ان کے حصّہ کے مکان ان کو بتا کر ان سے تجربۃً کام لیا جائے۔ وہ ان گھروں پر پہنچ جائیں۔ ان کو پہچانیں اور گھر والوں کے واقف ہوں۔ اور جن کارکنوں نے لنگر خانہ میں کام کرنا ہے۔ ان کے لئے ایک جگہ کو مصنوعی طور پر لنگر خانہ تجویز کر لیا جائے۔ اور فرض کر لیا جائے کہ کام شروع ہے۔ سب کارکن وقت پر آئیں۔ اور اپنا اپنا کام سنبھال لیں۔ اس

ریہرسل کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ وقت پر دقت نہیں ہوگی۔ جو ملک امن کے دوران میں اپنی فوجوں کو جنگ کی مشق کراتے رہتے ہیں۔ ان کی فوجیں وقت آنے پر اچھی طرح لڑتی ہیں اور جو ملک امن کے دوران میں اپنی فوجوں کو جنگی مشق نہیں کراتے۔ ان کی فوجیں محض ہجوم ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ دشمن کے حملہ کے وقت ان سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ آج سے سو سال پہلے ایشیائی ممالک میں عام طور پر اس قسم کی فوجیں ہوتی تھیں۔ کہ امن کے وقت میں انہیں جنگی مشق نہیں کرائی جاتی تھی۔ صرف وقت آنے پر بعض لوگوں کو بھرتی کر لیا جاتا تھا۔ اور وہ لڑائی میں چلے جاتے تھے

دو تین سو سال قبل

یورپ میں بھی یہی حالت تھی۔ جب لڑائی ہوتی تو بادشاہ نوابوں کو بلواتے۔ جن کے ذمہ پہلے ہی ایک تعداد لگا دی جاتی تھی۔ اور نواب اپنے ماتحتوں کو حکم بھجوا دیتے کہ اتنے آدمی جمع کئے جائیں۔ ان میں سے بعض موچی ہوتے بعض لوہار ہوتے۔ بعض ترکھان ہوتے بعض دھوبی ہوتے اور بعض نائی ہوتے۔ وہ اپنے نیزے اور تلواریں لے کر جمع ہو جاتے۔ اس زمانہ میں لڑائیاں بھی درحقیقت ایک اکھاڑہ ہوا کرتی تھیں۔ اکھاڑہ میں لوگ جمع ہوتے کشتی ہوئی اور گھروں کو واپس چلے گئے۔ جب سے فوجیں باقاعدہ اور منظم ہوئی ہیں۔ لڑائی کی شکل بدل گئی ہے۔ اب ہر فوجی قدم ملا کر چلتا ہے۔ وہ اپنے فرض کو سمجھتا ہے اور وقت پڑے اپنا فرض ادا کرتا ہے۔ ہر شخص کو یہ سکھایا جاتا ہے۔ کہ تمہارا دشمن تم پر حملہ کرنے کے لئے کیا کیا طریق اختیار کرے گا۔ اور تم نے دفاع کے لئے کیا کیا طریق اختیار کرنے ہیں۔ اگر تم نے دشمن پر حملہ کرنا ہے۔ تو حملہ کرنے کے لئے کون کون سی جگہیں مناسب ہونگی حملہ کے وقت تمہیں کس کس قسم کی تیاری کی ضرورت ہے۔ فوج کے کتنے حصے بنانے ہیں توپ خانہ اور سواروں اور آجکل موٹروں سے کس طرح کام لینا ہے۔ یہ ساری باتیں وقت سے پہلے سپاہیوں کو سکھا دی جاتی ہیں۔ اور پھر وہ سارا سال ان باتوں کی مشق کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے اب جو جنگیں ہوتی ہیں وہ

ماہرین فن

کی ہوتی ہیں۔ یہی حال باقی چیزوں کا ہے۔ سکولوں میں بھی دیکھ لو استاد ٹرینڈ ہوتے ہیں۔ اب استادوں کو ٹرینڈ کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ خالی تعلیم کافی نہیں۔ تعلیم دینے کا ملکہ ہونا بھی ضروری ہے۔ سکولوں کو فوج سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ یہ کام اہم تھا۔ اور اس کا تعلق تمام ملک سے تھا۔ اس لئے استادوں کی ٹریننگ کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے۔ اسی طرح باقی کاموں میں بھی آہستہ آہستہ تربیت کا طریق جاری کیا جا رہا ہے۔ مثلاً ڈاکٹروں کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ امتحان پاس کرنے کے بعد تین سال تک گورنمنٹ سروس کریں۔ اس سے جہاں یہ فائدہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں قابل ڈاکٹر جمع ہو سکیں گے۔ وہاں یہ فائدہ بھی ہے کہ وہ کامیاب اور تجربہ کار ڈاکٹروں کے ماتحت کام کرکے ٹریننگ حاصل کر لیں گے اور پھر کامیابی سے پرائیویٹ پریکٹس کر سکیں گے ہمارے کارکنوں کو بھی چاہیئے کہ وہ جلسہ سے قبل تمام کام کی

مکمل ریہرسل

کرائیں۔ اور کام کرنے والوں کو پوری طرح مشاق بنا دیں۔ اور پھر چونکہ ہمارا کام اخلاقی ہے۔ اس لئے کارکنوں کو اخلاقی تربیت دینا بھی ضروری ہے۔ مثلاً کارکنوں کو یہ سبق سکھانا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی مہمان جوشیلا ہو۔ اور وہ سخت کلامی کرے۔ تو ان کا کیا رویہ ہونا چاہیئے۔ یا بعض دفعہ کوئی شخص غیر معقول ہوتا ہے۔ وہ عقل کی بات نہیں کرتا محض ضد کرتا ہے۔ ایسے موقعہ پر کارکنوں کو کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے کھانا پکانے اور برتنے کے متعلق بھی ہر سال بعض قواعد و ضوابط بنائے جاتے ہیں۔ ان کی بھی مشق کرانی چاہیئے۔ پچھلے سال میں نے کہا تھا کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بہت سا کھانا ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ احتیاط کی جائے کہ

کھانا ضائع نہ ہو

میری اس ہدایت پر ایک حد تک عمل بھی کیا گیا۔ لیکن میں ہمیشہ دیکھتا ہوں۔ کہ کچھ دن تو ہدایت کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ لیکن آخری دو تین دنوں میں زیادہ احتیاط نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے خرچ بڑھ جاتا ہے۔ پچھلے سال بھی یہی ہوا پہلے دنوں میں کافی احتیاط کی گئی۔ لیکن آخری دنوں میں اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے خرچ بڑھ گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گزشتہ سال ایک حد تک اخراجات میں کفایت ہوئی۔ لیکن اگر کوشش کی جاتی۔ تو اس سے بھی زیادہ کفایت کی جا سکتی تھی۔ آخری دو دنوں میں بھی قواعد و ضوابط کی پابندی کی جاتی۔ تو اتنا خرچ نہ ہوتا۔ کھانا اس رنگ میں ضائع ہوتا ہے۔ کہ بعض مہمان گھروں میں ٹھہر جاتے ہیں۔ اور وہاں کمزور لوگ غلطیاں کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات شرارتیں بھی کر جاتے ہیں۔ پھر بعض اوقات سستی اور غفلت سے بھی کھانا ضائع ہو جاتا ہے مثلاً ایک کارکن کو دو گھروں پر مقرر کیا جاتا ہے۔ ان دونوں میں

مہمانوں کا اس قدر زور

ہوتا ہے۔ کہ آج صبح ۸ مہمان ہیں تو شام سولہ ہیں۔ دوسری صبح تیس ہیں تو شام کو چونسٹھ ہیں۔ اور جو شخص سست ہوتا ہے وہ آپ ہی آپ حساب لگا لیتا ہے کہ آج صبح چار مہمان ہیں تو شام کو آٹھ ہوں گے حالانکہ یہ بھی ممکن ہے کہ شام کو آٹھ مہمان آئیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ شام کو چار ہی مہمان رہیں۔ یا کسی مہمان کو کام پڑ جائے۔ تو وہ ایک ہی دن جلسہ سن کر واپس چلا جائے۔ اور مہمان پہلے سے کم ہو جائیں۔ لیکن وہ بغیر تحقیقات کے آپ ہی حساب لگا لیتے ہیں اور کہتے ہیں اتنے مہمان ہیں ان کے لئے کھانا دیں۔ اور جب اتنے مہمانوں کی روٹی جاتی ہے۔ تو وہ لازماً ضائع ہو جاتی ہے۔ اور گھروں والے بچے ہوئے ٹکڑے کام کرنے والے لوگوں کو دے دیتے ہیں۔ پھر کارکنوں پر بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ٹکڑے واپس لے گیا تو افسروں کو میری سستی اور غفلت کا پتہ لگ جائیگا۔ پس جلسہ سے قبل کارکنوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرا دی جائے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر ان کا خدمت کرنا ان کے لئے

ثواب کا موجب

ہے۔ اگر وہ اس قسم کی غلطیاں کریں گے۔ تو یہ ثواب ان کے لئے عذاب بن جائے گا۔ اور انہیں خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں ہوگی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی ملے گی۔ آجکل جماعت سخت مشکلات سے گزر رہی ہے۔ اس کے ذمہ ساری دنیا کی تبلیغ ہے۔ ابھی تک یورپ امریکہ ایشیا کے مشرقی جنوبی علاقوں اور افریقہ کے بعض حصوں میں اسلام کا نام نہیں گیا۔ اور اگر گیا ہے تو ایسی بری صورت میں کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہے۔ ان سب ممالک میں ہم نے

اسلام کی تبلیغ

کو وسیع کرنا ہے۔ اور یہ معمولی بات نہیں۔ بلکہ ہماری چھوٹی سی جماعت کے لئے تو یہ کام قریباً ناممکن ہے۔ اگر سارے مسلمان بھی اس کام میں ہمارے ساتھ مل جائیں۔ تب بھی یہ کام بہت زیادہ ہے۔ لیکن باقی مسلمانوں کا لاکھواں حصہ بھی تو ہمارے ساتھ متفق نہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ کام ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ اور ہم نے یہ بوجھ اٹھانا ہے جب تک ہم ایک ایک پیسہ ایک ایک دھیلہ اور ایک ایک پائی کا حساب نہ رکھیں۔ اور اپنے اموال کو بچا کر اپنے اس کام کے لئے خرچ نہ کریں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ اس وقت تک ہم اپنے فرض کو ادا نہیں کر سکتے۔ پس ہر طالب علم کے ذہن میں یہ بات داخل کی جائے۔ کہ تم جو پیسے بچاؤ گے خدا تعالیٰ کے دفتر میں وہ تمہاری طرف سے چندہ شمار ہوگا۔ کیونکہ جو شخص محنت اور قربانی کرکے سلسلہ کا مال بچاتا ہے وہ گویا

سلسلہ کے لئے چندہ

دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی طالب علم اچھی طرح کام کرتا ہے۔ اور جو مہمان اس کے ذمہ لگائے گئے تھے۔ ان کی خدمت کرتا ہے۔ اور اپنی احتیاط کی وجہ سے دو دس روپے بچا لیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے دفتر میں یہ لکھا جائے گا کہ اس نے دس روپے چندہ دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے اس کو بھی ثواب ملتا ہے۔ اور جس کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیا جاتا ہے۔ اس کو بھی ثواب ملتا ہے۔ نہ صرف اس کو ثواب نہیں ملتا جو خرچ کرتا ہے۔ بلکہ اسے بھی ثواب ملتا ہے جو دیانتداری سے تقسیم کرتا ہے۔ اگر یہ بات طلباء کے ذہن نشین کرا دی جائے کہ تمہارے لئے کس قدر ثواب کے مواقع موجود ہیں تو وہ کفایت اور احتیاط کو ملحوظ رکھ کر

سلسلہ کے اخراجات ہیں بہت کچھ کمی کا موجب بن سکتے ہیں۔

پچھلی دفعہ باوجود بار بار ہدایات دینے کے سیالکوٹ کے مہمانوں کی طرف سے یہ شکایت آئی۔ کہ جہاں پر کھانا تقسیم کیا جا رہا تھا۔ وہاں ہائی سکول کے ایک ماسٹر اور کچھ طالب علم دیگ سے اپنے ہاتھ سے بوٹیاں نکال نکال کر کھا رہے تھے۔ یہ بات جہاں غلیظ ہے۔ اور دیکھنے والوں کو نفرت آتی ہے۔ وہاں دیکھنے والوں پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ کہ جو لوگ ہمیں کھانا کھلانے پر مقرر ہیں۔ وہ پہلے اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ اگر ہر دفعہ طلباء کو اس قسم کی نصائح کی جائیں۔ تو یہ چھوٹی چھوٹی شکایتیں رفع ہو جائیں۔ اور پھر

ہر محکمہ خود بھی تربیت کرے

مثلاً ایک تربیت تو وہ ہے۔ جو افسران جلسہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر سکول والے اپنے اساتذہ اور طلباء کو جمع کر کے یہ کہیں کہ اگر تم اس قسم کی غلطی کرو گے۔ تو سکول کا ناک کاٹو گے۔ تم میں سے ایک شخص کی غلطی کی وجہ سے سارے سکول کا نام بدنام ہوگا۔ تم خدا تعالےٰ سے کسی قسم کا ثواب حاصل نہیں کر سکو گے۔ تم محض خدمت کرنے نہیں جاتے۔ بلکہ سکول کی عزت قائم کرنے بھی جاتے ہو۔ اگر تم اس قسم کی غلطیاں کرو گے۔ تو سکول بدنام ہوگا۔ اسی طرح جامعہ والے اپنے طلباء کو لیکچر دیں۔ اور انہیں نصیحت کریں۔ کہ وہ محض خدمت نہیں کرنے جاتے۔ بلکہ وہ خدمت کا اعلیٰ معیار قائم کرنے کے کالج کے لئے

عزت کا باعث

ہوتے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی غلطی کی۔ تو ادارہ کی عزت برباد ہوگی۔ اگر سارے ادارے ایسا کریں۔ تو منتظمین کا کام آسان ہو جائیگا۔ اور کارکنوں میں کام کا احساس زیادہ ہوگا۔ اور غلطی کم ہوگی۔ جلسہ کے کارکن عموماً انہی اداروں کے اساتذہ اور کارکن ہوتے ہیں۔ اور ان دنوں میں جن افسروں سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ چند دن کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو ان افسروں کی عزت کا اتنا پاس نہیں ہوتا۔ جتنا ان لوگوں کا جو ان کا مستقل حصہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک طالب علم کو افسر جلسہ کا اتنا پاس نہیں ہوتا۔ جتنا اسے ہیڈ ماسٹر کی عزت کا پاس ہوتا ہے۔ کیونکہ افسر جلسہ سے اس کا چند دن کا تعلق ہوتا ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر سے اس کا لمبا تعلق ہوتا ہے۔ اگر ہیڈ ماسٹر ان کو بلا کر اس قسم کی نصائح کریں۔ کہ اس وقت

سکول کی عزت

کا سوال ہے۔ تم میں سے اگر کوئی طالب علم غلطی کرے گا۔ تو اس ایک طالب علم کی غلطی سے سارا سکول بدنام ہوگا۔ تم کو آج بالکل عریاں کر کے جماعت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

تا وہ تمہارا امتحان لے۔ اگر تم اس امتحان میں فیل ہو گئے۔ تو تمہارا ادارہ ذلیل ہوگا۔ تم اپنے ادارہ کو بدنام نہ کرو۔ بلکہ اس کی عزت کو قائم کرو۔ تو طلباء پر اس کا گہرا اثر ہوگا۔ اور وہ غلطیوں سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ پس خالی افسران جلسہ کا ہی یہ کام نہیں۔ کہ وہ اپنے کام کی مشق کرائیں۔ بلکہ

ہر ادارہ کا فرض ہے

کہ وہ اپنے اساتذہ اور طلباء کو کام پر بھیجنے سے پہلے ایک پرائیویٹ میٹنگ کرے۔ اور انہیں نصیحت کرے اور سمجھائے۔ کہ وہ ادارہ کی عزت قائم کرنے جا رہے ہیں۔ ان کی غلطیاں ادارے کی طرف منسوب ہوگی۔

پھر میں باہر کی جماعتوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ

کثرت سے جلسہ پر آئیں

جب سے ربوہ قائم ہوا ہے۔ باوجودیکہ یہ ایک کھلی سڑک پر واقع ہے۔ جماعت کے اندر یہ احساس پیدا نہیں ہوا۔ کہ وہ کثرت سے اور بار بار یہاں آئے۔ جن لوگوں کی یہاں رشتہ داریاں ہیں۔ یا انہوں نے یہاں مکان بنائے ہیں۔ وہ تو یہاں آ جاتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگوں میں یہاں آنے کا اس طرح احساس پیدا نہیں ہوا۔ جس طرح قادیان آنے کا انہیں احساس تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولد و مدفن تھا۔ لیکن درحقیقت اس کی

اصل فضیلت

یہی تھی۔ کہ وہاں دین کا کام کیا جاتا تھا۔ اور یہی چیز ربوہ کو بھی حاصل ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو محض کسی مقام سے وابستہ کر لیتا ہے۔ اسے خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ جو کام کرتا ہے۔ اپنی دلچسپی کی وجہ سے کرتا ہے۔ حالانکہ جس کا خدا تعالےٰ سے اصل تعلق ہوتا ہے وہ اس چیز سے تعلق رکھتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ مقصد اور اس کے ارادہ کے مطابق ہوتی ہے۔ کسی کا قول مشہور ہے کہ وہ راجہ کا نوکر ہے۔ بینگن کا نوکر نہیں۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ مومن اپنے ظاہری لگاؤ اور دلچسپیوں کو حقیقی چیز پر قربان کر دیتا ہے۔ اگر کہیں دونوں چیزیں مل جائیں۔ تو فبہا۔ لیکن جب مالک اور آقا کا یہ منشا ہو۔ کہ وہ ظاہر اور باطن کو الگ الگ کر دے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ ظاہر پر وقت ضائع کرنے سے گریز کرے۔ اور باطن کی طرف جائے۔ اس وقت تک یہی ہوتا ہے۔ کہ لوگ جلسہ پر ربوہ آ جاتے ہیں۔ پس دوست اس موقع پر

ضرور آئیں

کیونکہ دوسرے دنوں میں انہیں یہاں آنے کا موقع کم ملتا ہے۔ اور یہ ارادہ کر کے آئیں۔ کہ وہ یہ دن ضائع نہیں کریں گے۔ میں پچھلے کئی سالوں سے جماعت کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ لیکن

میری اس نصیحت پر صحیح طور پر عمل نہیں ہوا۔ لوگ تقاریر کے دوران میں ادھر اُدھر پھر کر اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ پس یہ وقت دینی کاموں میں لگائیں۔ تین دن تو انسان پھانسی کے ستون پر بھی گزار سکتا ہے۔ اور یہ رہائش اس سے تو بہرحال آسان ہے۔ ان تین دنوں میں یہی فرق ہوتا ہے۔ کہ کچھ رہائش میں کمی آ جاتی ہے اور کچھ کھانے میں کمی آ جاتی ہے۔ اور کیا ہوتا ہے۔ پھر کیوں وہ یہ تین دن دینی کاموں میں خرچ نہیں کر سکتے۔ پس جب تم سالانہ جلسہ پر آؤ۔ تو اپنا سارا وقت دین کے لئے خرچ کرو۔ اور جو دوست تمہارے ساتھ جلسہ پر آئیں۔ ان کی بھی نگرانی کرو۔ کہ وہ اپنا وقت دینی کاموں میں لگائیں۔ تا تم خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکو۔ شریعت نے

اعتکاف کی عبادت

بھی رکھی ہے۔ یہ اعتکاف کیوں رکھا ہے اس کی حکمت بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے ارادہ کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل اس پر نازل ہونے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنے دنیوی کاموں سے منہ موڑ کر خدا تعالےٰ کے لئے مسجد میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور دن رات وہیں رہتا ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کر لیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اعتکاف بیٹھے۔ اور سارا دن باہر پھرتا رہے۔ تو تم جانتے ہو۔ کہ اس کا اعتکاف اعتکاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک لڑکا اگر سکول جاتا ہے۔ لیکن وہ اکثر وقت باہر پھرتا رہتا ہے۔ کلاس میں نہیں جاتا۔ تو تم جانتے ہو۔ کہ اسے سکول کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہی حال جلسہ سالانہ کا ہے۔ جو شخص جلسہ کے لئے ربوہ آتا ہے۔ اور پھر اپنے سارے وقت کو دینی کاموں میں نہیں لگاتا۔ اسے جلسہ کا فائدہ کم ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل بھی اسی نسبت سے اُسے کم ملتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنا وقت خدا تعالےٰ کی راہ میں لگائے۔ تو چاہے اسے کوئی بات سمجھ آئے یا نہ آئے۔

خدا تعالےٰ کے فرشتے

تو جانتے ہیں۔ کہ وہ سارا وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں بیٹھا رہا۔ اور یہ بھی ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ اس سے کسی شخص کا خانہ خالی نہیں رہ سکتا۔ چاہے۔ وہ ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکے۔ اللہ تعالےٰ کے دربار میں لکھا جائیگا۔ کہ وہ ہماری خاطر بیٹھا رہا۔ جب انسان ارادہ کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ تو چاہے وہ کوئی زبان بولتا ہو۔ اور کسی ملک میں رہتا ہو۔ اس کے نام پر یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی خاطر بیٹھا رہا۔ اور اس نے اتنا وقت خدا تعالیٰ کی خدمت میں گزارا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو عبد اللہ کہا گیا ہے۔ اس میں یہی حکمت ہے۔ کہ آپؐ نے اپنی ساری

زندگی خدا تعالےٰ کی راہ میں لگا دی تھی۔ باقی لوگ تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے عباد اللہ بنتے ہیں۔ کچھ بلوغت سے وفات تک کے عرصہ کے لئے عبد اللہ ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں۔ جو دن کے کچھ حصوں میں عبد اللہ ہوتے ہیں اور باقی حصوں میں عبد الدنیا یا عبد الدینار رہتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں۔ جو عبد اللہ کم ہوتے ہیں۔ اور عبد الدنیا اور عبد الدینار زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کامل ترین عبد اللہ تھے۔ جن کی زندگی کی ایک ایک ساعت خدا تعالیٰ کی رضا مندی میں گزری اور یہ وہ مقام ہے۔ کہ جس میں نہ کوئی پہلے آپ کا شریک ہوا۔ اور نہ آئندہ شریک ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس پیچیدہ زندگی میں تین دن عبد اللہ بننے کی کوشش کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ دوسرے دنوں میں رات دن دوسری طرف کھینچنے والی چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن

جلسہ کے دنوں میں

صرف دین کی طرف کھینچنے والی چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔ لاہور اور کراچی میں تو یہ حال ہے کہ انسان دین کی طرف کوشش کر کے جاتا ہے۔ دنیا کی طرف کھینچنے والے موجبات زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن جلسہ کے دنوں میں دنیا کی طرف کھینچنے والی چیزیں نہیں ہوتیں۔ ساری کشش دین کی طرف ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص ان دنوں میں بھی دنیا کی طرف جاتا ہے۔ تو وہ رستہ کاٹ کر جاتا ہے۔ اور یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے۔ کہ کسی کو تین دن عبد اللہ بننے کے لئے ملیں۔ اور ان کو بھی وہ ضائع کر دے۔

میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ

ملاقاتوں کے متعلق پروگرام

گو بنا دیا گیا ہے۔ لیکن جیسا کہ جماعت کو معلوم ہے۔ میری بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔ خطبہ کے بعد بھی میرا کئی دن تک گلا بیٹھا رہتا ہے۔ اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر میں کس حد تک بول سکوں گا۔ انتڑیوں کے تشنج کے علاج کے طور پر میں جو دوائی استعمال کرتا ہوں۔ وہ نہ صرف ضعف پیدا کرتی ہے۔ بلکہ نیند بھی لاتی ہے۔ بسا اوقات کام کرتے کرتے اونگھ آ جاتی ہے۔ میں نے ایک دو دن کے لئے دوائی کا استعمال چھوڑ دیا تھا۔ لیکن تکلیف دوبارہ شروع ہو گئی۔ اس لئے دوائی کا استعمال دوبارہ شروع کر دیا گیا ہے۔ پس ملاقاتوں کے لئے وقت تو رکھ دیا گیا ہے۔ اور میں کوشش کروں گا۔ کہ ہر جماعت کو ملاقات کا موقع دیا جا سکے۔ لیکن ہر شخص کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ

معذوری اور بیماری

انسان کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ملاقاتوں کو بیماری کی وجہ سے درمیان میں بند کر دینا پڑے۔ طبیعت کی کمزوری یا دوائی کے اثر کا کوئی انسان مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آج کل رات کو میں کام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رات دن دوائی کا نشہ سا رہتا ہے۔ ڈاکٹروں نے اس دوائی کا استعمال

ضروری سمجھا ہے۔ اور ان کی ہدایت یہی ہے کہ اسے جاری رکھا جائے۔ انتڑیوں کے درد کے احساس کو کم کرنے کے لئے اس کا استعمال ضروری ہے۔ ایسی حالت میں دوستوں کو اس امر کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ بعض

نازک مزاج

ایسے ہوتے ہیں۔ جو چڑ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم سال میں ایک دفعہ آئے تھے مگر پھر

بھی ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ ہم کوشش کریں گے کہ سب کو ملاقات کا موقع مل جائے۔ لیکن انہیں بھی ہم سے تعاون کرنا چاہیئے۔ تاکہ سارے دوست مصافحہ کر سکیں۔ گفتگو کو اتنا لمبا نہ کیا جائے۔ کہ دوسرے دوست مصافحہ سے ہی رہ جائیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ باوجود اس کے کہ اوقات ٹھیک مقرر کر دیئے گئے ہیں انہیں کم کر دیا جائے۔

یہ غرباء کی امداد کا خاص موسم ہے

اہل ثروت اصحاب توجہ فرمائیں

از حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب ایم اے

یوں تو اسلام نے ہر زمانہ اور ہر موسم میں ہی غرباء کی امداد کو ایک بھاری ثواب کا ذریعہ قرار دیا اور صدقہ وخیرات پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن بعض موسموں کے متعلق خاص طور پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ کہ ان میں غرباء کی امداد کا خاص خیال رکھا جائے۔ چنانچہ رمضان اور عیدین وغیرہ کے موقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غرباء کی امداد کے متعلق بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان موقعوں پر غرباء کی ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہی صدقہ زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ جو زیادہ ضرورت کے وقت میں دیا جاوے۔ ایسا صدقہ چونکہ مصیبت زدہ مساکین کی خاص تکلیف رفع کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ اس لئے خدا بھی ایسے صدقہ پر زیادہ خوش ہوتا اور دینے والوں کو زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس قسم کے موسموں میں سردی کا موسم بھی خصوصیت رکھتا ہے۔ کیونکہ سردی کی وجہ سے غرباء کے لباس اور پارچات اور بستر وغیرہ کی ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ اور جسم کی حرارت کو برقرار رکھنے کے لئے غذا بھی کچھ زیادہ ہو جاتی ہے۔ پس جس طرح رمضان اور عیدین وغیرہ امداد غرباء کے خاص موسم ہیں۔ اسی طرح سردی کا موسم بھی صدقہ کا خاص موسم ہے۔ اور جماعت کے مخیر اصحاب ایسے وقت میں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کر کے اور ان کی دعا لے کر خاص ثواب کما سکتے ہیں۔ اور پھر ایسے لوگوں کے حق میں خدا کی بھی خاص نصرت نازل ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ من کان فی عون اخیہ کان اللّٰہ فی عونہٖ۔ یعنی جو شخص اپنے بھائی کی امداد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی امداد میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی امداد سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کونسا سہارا ہے؟

پس میں جماعت کے ذی ثروت اور مخیر اصحاب سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ اب جبکہ سردی کا موسم زور پکڑ رہا ہے۔ تو وہ ایسے وقت میں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کر کے ثواب کمائیں۔ اور اس رزق کا عملی شکریہ ادا کریں۔ جو خدا نے انہیں دوسروں کی نسبت وافر دے رکھا ہے۔ حق یہ ہے۔ کہ ایسے رزق کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ وہ امراء کے گلے میں ایک لعنت بن جاتا ہے۔ جو صرف اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پورا کرنے تک محدود رہے۔ اور اس میں سے جماعت اور غریب بھائیوں کا حق نہ نکالا جائے۔ رزق کے شکریہ کا طریق اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ کہ اس میں سے جماعت اور اپنے غریبوں کا حق نکالا جائے۔ و ان شکرتم لازیدنکم ایک بہت لطیف اور آزمودہ نسخہ ہے۔

غرباء کی امداد کے لئے یہ کوئی شرط نہیں۔ کہ کہاں دیا جائے۔ اور کس غریب کو دیا جائے۔ بلکہ جو بھی غریب ہو۔ اور جہاں بھی ہو۔ اس کی امداد موجب ثواب اور موجب ردّ بلا ہے۔ بلکہ اپنے قریب کے غریبوں کی امداد زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ غریب رشتہ داروں اور ہمسایوں کا حق سب سے بھاری ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ مرکز سلسلہ میں بھی مستحق غرباء کا ایک طبقہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اس لئے اپنے ماحول کے بعد مرکز کا حق مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں کے ساتھ ہو۔ اور انہیں نیک نیتی کے ساتھ خدا کے رستہ میں خرچ کرنے کی توفیق دے۔ وانما الاعمال بالنیات ولکل امرئٍ مانوٰی۔ خاکسار مرزا بشیر احمدؐ ربوہ ۱۲/۱۲/۵۳

مجالس خدام الاحمدیہ کے مالی ہفتہ کی مساعی کی رپورٹ دفتر میں بھجوائیں

(معتمد)

انبیاء علیہم السّلام

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام

(۲)

(از مکرم مولوی خورشید احمدؐ صاحب شاد)

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاقؑ کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاقؑ کی پیدائش کی بشارت دی [illegible] کے ساتھ ہی ان کی پیدائش کی خوشخبری بھی دی گئی۔ بیٹے کی پیدائش کے ساتھ پوتے کو بھی ملایا۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیم کی ذریت اسحاق کا سلسلہ آئندہ چل کر حضرت یعقوبؑ کی طرف منسوب ہونا تھا۔

حضرت یعقوبؑ کا عبرانی نام اسرائیل ہے۔ یہ اسرا (عبد) اور ایل (اللہ) دو لفظوں سے مرکب ہے۔ اور عربی میں اس کا ترجمہ عبد اللہ کیا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ اسحاقی خاندان جو ان کی نسل سے ہے۔ اسی لئے بنی اسرائیل کہلاتا ہے۔ اور جو نسل حضرت اسماعیلؑ سے چلی۔ بنو اسماعیل کہلاتی ہے۔ پھر حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت کے ساتھ ساتھ حضرت یعقوبؑ کی ولادت کی خوشخبری سنانے سے مقصود اس خاندان پر اپنی نعماء اور اپنی خوشنودی کا اظہار تھا۔ قرآن مجید کے بیان کے مطابق حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ تورات میں ان کے یہ نام لئے گئے ہیں:۔

لیا بنت لابان سے:۔ (۱) راوبن (۲) شمعون (۳) لاوی (۴) یہودا۔ (۵) اِشکار۔ (۶) زبولون۔

راحیل بنت لابان سے:۔ (۷) یوسفؑ (۸) بنیامین۔

بلہا جاریہ لیہ سے:۔ (۹) دان۔ (۱۰) نفتالی۔

زلفا جاریہ لیہ سے:۔ (۱۱) جاد (۱۲) آشیر۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے انعام نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اور آپؑ کو کنعانیوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاقؑ کے پوتے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ آپؑ کے علاوہ آپؑ کے گیارہ اور بھائی بھی تھے۔ جن میں سے ایک بنیامین آپؑ کے ماں باپ دونوں کی طرف سے بھائی تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی تمام اولاد میں سے حضرت یوسف کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا۔ ان کی حسنِ سیرت و صورت نے باپ کے دل میں اس قدر گھر کر لیا۔ کہ وہ انہیں اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دیتے۔

ایک دن حضرت یوسف جبکہ ابھی ان کی عمر دس بارہ سال کی تھی۔ اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے۔ اور کہا کہ ابا جان آج میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ سورج اور چاند اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔" حضرت یعقوبؑ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ اور علم لدنی سے بہرہ ور۔ روحانی فراست سے فوراً سمجھ گئے۔ کہ یوسف کی یہ خواب اس امر کی غمازی کر رہی ہے۔ کہ یہ کسی دن بہت بلند رتبہ حاصل کرے گا۔ اس قدر بلند کہ اس کے گیارہ بھائی اور والدین اس کے اس بلند رتبہ کو دیکھ کر خدا کے حضور سربسجود ہو جائیں گے۔ اور خدا اسے ایسا بلند مقام دے گا۔ کہ کسی وقت اس کے گیارہ بھائی اور والدین اس کی حکومت کے ماتحت رہیں گے۔ اور اس کی طرف سے صادر کردہ احکام کی اطاعت کریں گے۔ اور اس کے ممد ومعاون ہوں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پر اس خواب سے جہاں غیب کے تمام امور پورے تسلسل کے ساتھ منکشف ہو گئے۔ وہاں آپ کو یوسفؑ کے متعلق اپنے دوسرے بیٹوں سے بھی خطرہ پیدا ہوا۔ کیونکہ آپ کو ان کی شرارتوں اور بدنیتی کا پہلے سے علم تھا۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ یوسف کے بھائی یوسف کی حسنِ سیرت اور حسنِ صورت کی وجہ سے اس سے حسد کرتے ہیں۔ اور اسے نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ خواب سننے کے بعد آپ نے حضرت یوسفؑ کو نصیحت فرمائی۔ کہ جانِ پدر اپنی یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا ایسا نہ ہو۔ کہ وہ یہ خواب سن کر حسد اور کینہ کی آگ میں اور زیادہ جلیں۔ اور تجھے نقصان پہنچانے پر کمربستہ ہو جائیں۔ اور شیطان انہیں تجھے نقصان پہنچانے کی باریک در باریک راہوں کی طرف راہنمائی کرے۔ یہ خواب بتاتی ہے۔ کہ تو کسی دن مقرب بارگاہِ الٰہی ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے فہم وفراست کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔ اور وہ تمام نعمتیں جو خدا نے تیرے آباؤ اجداد اسحاقؑ اور ابراہیمؑ کو دیں۔ تجھے اور تیرے ذریعہ آلِ یعقوبؑ کو بھی دے گا۔ (باقی)

درخواست دعا: بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس [illegible] بہت بیمار ہیں احباب ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لیے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔
ایم عبد الغفور رحیم یار خاں

سابقون الاولون کون ہیں؟

تاروں سے وعدے

سابقون الاولون وہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تحریک جدید کے اُنیس سالہ جہادِ کبیر میں متواتر قربانی کرتے آرہے ہیں۔ اور جن کی نسبت حضرت اقدس بارہا اعلان فرما چکے ہیں کہ ان کے نام معہ اُن کی اُنیس سالہ قربانی کے جو انہوں نے اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے کی۔ شائع کئے جائیں گے اور یہ کتاب نہ صرف ہر ایک مجاہد کو ارسال ہوگی۔ بلکہ لائبریریوں میں رکھی جائے گی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ مبارک آج کا نہیں۔ بلکہ اوائل تحریک جدید سے حضور فرما چکے ہیں۔ پس تحریک جدید کے سابقون الاولون کا ہر مجاہد اس بات کا جائزہ لے لے کہ اس کے اُنیس سال ادا ہو چکے۔ اگر کوئی کسی سال میں کمی ہوگی۔ تو اس کا نام فہرست میں نہ آئے گا۔ دفتر یہ فہرست تیار کر رہا ہے جلسہ سالانہ پر احباب اپنا حساب بھی دفتر میں تشریف لاکر ملاحظہ فرمالیں۔ اور اگر اس میں کچھ کمی ہو۔ اسے پورا کرلیں۔

سابقون الاولون کی مجاہد فوج کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ انیس سالہ دورِ اول ختم ہونے پر ۲۷/۱۱/۵۳ہش کے خطبہ میں اور پھر ۱۲/۵۳ ہش کے خطبہ میں تحریک جدید کا مطالبہ فرما چکے اور اپنا اُسوہ حسنہ بھی پیش کر چکے۔ یہ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دورِ ثانی دفتر اول کے سال اول کے گذشتہ سال سے بڑھ چڑھ کر ۱۰۳۵۴/- کا وعدہ فرمایا۔ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو وعدے اس وقت پیش ہوئے ہیں۔ وہ بھی اسی طرح حضور کی اقتداء میں گذشتہ پر اضافہ سے ہیں۔ اور دوسرے بزرگان کے وعدے بھی خدا کے فضل وکرم سے اضافہ سے ہیں۔ یہ خطبات احباب ملاحظہ کر چکے ہیں۔ پاکستان کے احباب بھی حضور کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر اپنے وعدے تاروں کے ذریعہ پیش کر رہے ہیں۔

(۱) چنانچہ کراچی کی جماعت جو ایک رقم نقد بھی داخل کر چکی ہے۔ تیس ہزار کی پہلی قسط حضور میں بذریعہ تار پیش کر رہی ہے۔ (۲) اور مکرم ملک عمر علی صاحب رئیس ملتان بھی بذریعہ تار ۱۵۵۰/- کا وعدہ پیش کرتے ہیں۔

ایک دوست حضور میں لکھتے ہیں۔

(۳) کل ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ حضور نے تحریک جدید کے چندہ سال ۱۹۵۴ء یعنی بیسویں سال کا اعلان فرمایا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ میری طرف سے حقیر رقم ۲۳۶/- منظور فرمائیں۔ میرے آقا! میری روح سجدہ میں گر رہی ہے۔ میری مالی حالت یہ ہے کہ میرے پاس نقدی وغیرہ صفر ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ الٰہی راز کیا ہے۔ کم سے کم پانچسو روپیہ کا ماہوار خرچ کہاں سے پورا ہو جاتا ہے۔ میں لکھ رہا ہوں۔ سوچ بھی رہا ہوں کہ معاملہ کیا ہے۔ تجارت میں منافع مجھے یاد نہیں ہوتا۔ تجارت کیلئے نقدی بھی نہیں۔ پھر پتہ نہیں کہ میرے خالق کا میرے ساتھ کیوں معاملہ ہے۔ میرے پاس جہاں تک میں جانتا ہوں کچھ بھی نہیں۔

(۴) ایک دوست جو اپنی ایک ماہ کی آمد سے بھی زیادہ راہِ خدا میں قربانی کرتے آرہے ہیں۔ وہ تحریک جدید کے دورِ ثانی دفتر اول کے سال اول میں اپنی اور اپنی اہلیہ صاحبہ کا ۲۷۰/- کا وعدہ پیش حضور کرتے ہیں۔ اور ایک سنگین مقدمہ میں جو دس ماہ سے چل رہا ہے۔ بیٹے باعزت بری ہونے کی دعا کی درخواست اپنے آقا کے حضور ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے ۔۔۔ حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

میرے مطاع اور میرے آقا۔ اب سہارا صرف حضور کی دعاؤں پر ہے۔ ورنہ صفائی وغیرہ کیا ہوگی۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی نہیں۔ رحمان کا رحم ہی بچا سکتا ہے۔ نہایت ادب سے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔"

(۵) ایک ریٹائرڈ دوست جن کی ماہوار پنشن صرف ۲۳/- روپیہ ہے۔ اور وہ باوجود آنکھوں سے معذور ہونے کے سبب دوسرا کوئی کاروبار نہ کر سکنے کے دور ثانی دفتر اول سال اول کیلئے معہ اپنی اہلیہ صاحبہ اپنی دو ماہ کی پنشن کا نہ صرف وعدہ کرتے ہیں۔ بلکہ قرض لے کر ادا کرتے ہیں۔ آپ کئی گذشتہ ماہ سے اسی طرح قربانی کرتے آرہے ہیں۔

احباب کرام دور ثانی دفتر اول و دفتر دوم کے مجاہد اپنے وعدے جلد سے جلد حضور میں پیش کر کے سابقون الاولون میں شامل ہو جائیں۔ سابقون الاولون میں وہی ہے۔ جو اپنے امام کا مطالبہ سنتے ہی لبیک کہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے آمین

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

نائب صدر مرکزیہ کا انتخاب جلسہ سالانہ پر نہیں ہوگا

روزنامہ المصلح مورخہ ۶ر دسمبر ۱۹۵۳ء کے صفحہ ۵ پر یہ اعلان شائع ہوا ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نائب صدر مرکزیہ کا انتخاب ہوگا۔ مجالس کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اب نائب صدر مرکزیہ کا انتخاب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نہیں ہوگا۔ مجالس نوٹ فرمائیں۔ نائب صدر مرکزیہ کی بجائے اب اسی وقت اسی تاریخ کو اسی جگہ نائب صدر صوبجاتی کا انتخاب ہوگا۔ جس کے لئے عنقریب دوسرا اعلان شائع کیا جائے گا۔

(نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

جلسہ سالانہ پر جانے والے احباب کیلئے اعلان

پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ میرپور خاص اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی درخواست کی بناء پر ریلوے جلسہ سالانہ پر کراچی سیکشن سے ربوہ جانے والے مسافروں کی سہولت کی خاطر گاڑیوں میں نشستوں کا اضافہ کرنا چاہتی ہے۔ پریزیڈنٹ و امراء صاحبان جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سندھ و کراچی سے درخواست ہے۔ کہ اپنی جماعت سے ۲۳ و ۲۴ر دسمبر کو روانہ ہونے والے فرسٹ سیکنڈ۔ انٹر اور تھرڈ کلاس کے مسافروں کی تعداد کے صحیح اندازہ سے حسب ذیل پتہ پر بعجلت ممکنہ اطلاع دے دیں۔ تاکہ ریلوے حکام کو نشستوں کی فراہمی میں سہولت ہو۔

DIVISIONAL SUPRINTENDENT N.W. RAILWAY
KARACHI CITY

اعلان ضروری

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر الگ مکانات حاصل کرنے کے لئے اکثر دوست خاکسار کو خطوط لکھ رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی جواب کا مطالبہ فرماتے ہیں۔ مہربانی کرکے چوہدری ظہور احمد صاحب ناظم مکانات جلسہ سالانہ ربوہ کو اس بارہ میں لکھیں۔ مکانوں کا انتظام اُن کے سپرد ہے۔

نیز اکثر مہمان آج کل سردی میں بھی بغیر بستر کے یہاں تشریف لے آتے ہیں۔ دوست مہربانی کرکے ضروری گرم بستر ساتھ لایا کریں۔

(افسر لنگر خانہ ربوہ)

دار الافتاء ربوہ کی طرف سے شائع شدہ رسالہ

اسلام کا دوسرا بڑا رکن "نماز"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی رائے

اس نام سے ایک نہایت ہی مفید رسالہ دار الافتاء ربوہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ اس میں نماز جیسے اہم اسلامی فریضہ سے متعلق حقائق و معارف کو پیش کیا گیا ہے۔ اور مسائل نماز کا مستند ترین مجموعہ ہے۔ اس رسالہ کو پڑھ کر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے تحریر فرمایا۔

"رسالہ بہت اچھا ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور مخلوق کیلئے مفید بنائے"

احباب کو چاہیئے کہ اس رسالہ کی اشاعت میں بکثرت حصہ لیں اور اپنے حلقہ احباب میں کثرت کے ساتھ اسے تقسیم کریں۔ یہ رسالہ دفتر افتاء ربوہ سے آٹھ آنہ فی کاپی کے حساب سے منگوایا جا سکتا ہے۔

(خاکسار سیف الرحمٰن دار الافتاء ربوہ)

نوٹ:۔ المصلح کی گذشتہ اشاعت میں اس رسالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے غلطی سے قیمت دس آنے لکھی گئی ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

احباب سے دعائے خاص کی درخواست

ملایا کی ریاست سلانگور سے محترمی مولانا محمد صادق صاحب فاضل نے اطلاع دی ہے کہ سلطان آف سلانگور کے سامنے ۱۵ر دسمبر کو تبادلہ خیالات قرار پایا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک دفعہ ان کی موجودگی میں ایسا ہوا تھا جس میں خدا تعالیٰ نے ہمیں نمایاں کامیابی بخشی تھی مخلصین جماعت سے خاص طور پر دعاؤں کی درخواست کر دیں۔ تا اللہ تعالیٰ سلطان صاحب کو حق و انصاف پر قائم رہنے کی توفیق دے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چل کر اسلام کے نام کو سربلند کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

تمام سیاسی لیڈروں کو ڈر تھا کہ اگر انہوں نے امن کی اپیل کی تو انکی مقبولیت ختم ہو جائیگی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں پنجاب کے سابق گورنر مسٹر چندریگر کا بیان

پنجاب کے سابق گورنر مسٹر اسماعیل چندریگر نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں ۱۷ دسمبر کو بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ احمدیوں کے خلاف ہنگاموں کے دوران میں تمام سیاسی لیڈروں کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ وہ امن کے لیے غیر مشروط اپیل کریں گے۔ تو ان کی مقبولیت ختم ہو جائے گی۔

مسٹر چندریگر فسادات کے زمانے میں پنجاب کے گورنر تھے۔ ان کا بیان بند کمرے میں قلمبند کیا گیا ہے۔ مسٹر چندریگر کو جماعت اسلامی نے طلب کیا تھا۔ ان پر مسٹر دولتانہ کی جانب سے مسٹر یعقوب علی خاں۔ حکومت پنجاب کی جانب سے مسٹر فضل الٰہی اور مجلس عمل کی جانب سے مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش نے جرح کی ہے۔

مسٹر چندریگر نے کہا۔ کہ ۶ مارچ کو جنرل آفیسر کمانڈنگ نے مجھ سے اس طرح کی کوئی بات کہی تھی۔ کہ صورت حال اس حد تک خراب ہو گئی ہے۔ کہ کم سے کم مالی نقصان کے ساتھ امن کو بحال کرانا ہے۔ تو انتظام فوج کے سپرد کر دیا جائے۔

انہوں نے کہا۔ کہ پولیس کے خلاف بالواسطہ طور پر شکایت کی گئی تھی۔ کہ پولیس صورت حال پر قابو پانے کے لئے سخت کارروائی نہیں کر رہی ہے۔ اور پولیس نے بھی یہ شکایت کی تھی۔ کہ پولیس کو جتنے فوجیوں کی ضرورت تھی۔ اتنے فوج والوں نے ان کو نہیں دیئے۔

آپ نے کہا۔ کہ جنرل آفیسر کمانڈنگ نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ پولیس والوں نے جب بھی مجھ سے درخواست کی تھی۔ میں نے پولیس کو اپنے ماتحت تمام آدمیوں کو ان کے سپرد کر دیا تھا۔

مجلس عمل کی جانب سے مولانا میکش کی جرح پر مسٹر چندریگر نے کہا۔ کہ ۵ مارچ کے جلسے میں میں نے یہ دیکھا۔ کہ تقریباً ہر مخالف پارٹی عوام سے ہمدردی کا اظہار کر کے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے۔ تاکہ تحریک کی کامیابی کا کچھ سہرا ان کے سر پر بھی بندھ سکے۔

انہوں نے یہ بیان اس وقت دیا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ ۲۲ مارچ کی نشری تقریر میں "دوسری پارٹیوں" سے ان کی کیا مراد تھی۔

پنجاب کے سابق گورنر نے کہا۔ کہ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ تحریک دراصل احرار نے شروع کی تھی۔ لیکن عوام میں جب زیادہ جوش پیدا ہو گیا۔ اور کوتاہ اندیشوں نے یہ سمجھ لیا کہ تحریک کامیاب ہو جائے گی۔ تو ہر مخالف پارٹی نے تحریک اور عوام سے ہمدردی کا اظہار شروع کر دیا۔

مسٹر چندریگر نے اپنے اولین بیان کے دوران میں کہا۔ کہ ۵ مارچ کی سہ پہر کو میں نے ایک کانفرنس طلب کی تھی۔ اس کی تجویز مسٹر چیمہ نے پیش کی تھی۔ اور اس کی تائید کابینہ نے کی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ لاہور کے لیڈروں سے درخواست کی جا سکے۔ کہ وہ امن کے لئے اپیل کریں۔ اور امن و امان کی بحالی کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔

انہوں نے کہا۔ کہ دعوت نامے مسٹر چیمہ نے بھیجے اور جلسے میں جن لوگوں کو شرکت کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ ان میں مولانا مودودی بھی شامل تھے۔

مسٹر چندریگر نے تسلیم کیا۔ کہ انہوں نے جلسے سے خطاب کیا تھا۔ اور امن کی بحالی کے لئے حاضرین سے اپیل کی تھی۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ درست ہے کہ مولانا مودودی بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے جلسے سے خطاب کیا تھا۔

مسٹر چندریگر نے کہا۔ کہ مجھے مولانا کی تقریر کا مفہوم یاد ہے۔ انہوں نے (مولانا مودودی نے) کہا تھا۔ کہ اس مسئلہ پر لوگوں میں بہت جوش و خروش ہے۔ نہ تو میں اور نہ دوسرے لوگ جو یہاں موجود ہیں۔ امن کی بحالی کے لئے اپنا اثر استعمال کر سکتے ہیں۔ اور نہ موجودہ فضا میں ایسا کرنے کی اس وقت تک اہمیت رکھتے ہیں۔ جب تک حکومت کوئی اعلان نہیں کرتی۔ جس کے نتیجے کے طور پر ہم لوگوں کے پاس جا کر ان سے اپیل کر سکیں۔

سوال:۔ یہ اعلان کیا ہونا چاہیئے تھا؟

جواب:۔ انہوں نے تجویز پیش کی تھی۔ کہ وزیر اعظم سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ مطالبات کی حمایت کرنے والے کچھ لوگوں کے ایک وفد کو ملنے کا موقع دیں۔ اور اراکین وفد کو اس بات کا اختیار ہو کہ وہ ان سے ہونے والی گفتگو کو شائع کرا سکیں۔

سوال:۔ کیا یہ اعلان بھی ہونا تھا۔ کہ حکومت مقبول عوام رہنماؤں سے اس معاملہ پر غور کرنے کی اپیل کرے اور اس دوران میں فسادات رک جانے چاہئیں؟

جواب جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ ان کی تجویز وہی تھی۔ جو میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں۔ سوال:۔ میں اپنے سوال میں جس تجویز کا ذکر کر رہا ہوں۔ کیا وہ آپ کو یقینی طور پر یاد نہیں ہے؟ جواب:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ کہ سوال کے پہلے حصے میں جس تجویز کا ذکر ہے۔ وہ پیش نہیں کی گئی تھی۔ لیکن دوسرے حصے والی بات اس تجویز کے بعد ہونے والی تھی۔ جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ سوال۔ کیا یہ درست ہے۔ کہ مولانا مودودی صاحب نے ایک کاغذ جس پر گورنمنٹ ہاؤس کے حروف چھپے ہوئے تھے اعلان کا مسودہ تیار کیا تھا۔ جواب۔ انہوں نے کئی مسودے بنائے تھے کیونکہ خود ان کے ذہن میں کوئی قطعی رائے نہیں تھی۔ سوال۔ کیا انہوں نے جو مسودہ تیار کر لیا تھا۔ اسے آپ نے منظور کر لیا تھا۔ جواب۔ جی نہیں۔ مسودہ مولانا مودودی اور علامہ علاؤالدین صدیقی نے مکمل کیا تھا۔ جہاں تک مولانا مودودی کی تجویز کا تعلق ہے یہ مکمل مسودہ تھا۔ میں اس پر متفق نہیں تھا۔ مولانا مودودی چاہتے تھے کہ میں ان کی تجویز وزیر اعظم کے پاس بھیج دوں۔ اور وزیر اعظم ہی اسے منظور یا مسترد کریں۔ سوال کیا جلسے کے شرکاء نے اس مسودے کو منظور کیا تھا۔ جواب مسودہ برخاست ہونے کے تقریباً پون گھنٹہ بعد تیار ہوا تھا۔ اس لئے اس پر جلسے کی رضامندی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

سوال کیا میں یہ سمجھوں کہ جلسہ برخاست ہونے کے بعد مولانا مودودی اور علامہ صدیقی ٹھہر گئے تھے۔ جواب جہاں وہ اور چند دوسرے لوگ ٹھہر گئے تھے۔ سوال۔ کیا آپ اس بات پر راضی ہو گئے تھے۔ کہ مولانا مودودی کا مجوزہ مسودہ وزیر اعظم کو بھیج دیا جائے۔ جواب۔ میں اس پر صرف اس حد تک راضی ہوا تھا۔ کہ وزیر اعظم سے واضح طور پر کہہ دیا جائے۔ کہ یہ تجویز مولانا مودودی کی ہے۔ سوال۔ کیا آپ اس بات پر راضی ہو گئے تھے کہ مسودے کا اعلان شام کو ریڈیو پر کر دیا جائے۔ جواب۔ یہ درست نہیں ہے۔ سوال۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس مسودے کا کیا حشر ہوا۔ جواب میرا خیال ہے کہ مولانا مودودی اسے چھوڑ گئے تھے اور میں نے اسی وقت شام کو ان کی تجویز سے وزیر اعظم کو مطلع کر دیا تھا۔ درحقیقت میں نے مسودہ پانے کے بعد ہی اسے بھیج دیا تھا۔ سوال۔ مولانا مودودی نے کیا اپنی تقریر کے دوران میں حسب ذیل باتیں کہی تھیں

"بد امنی کی حالت حکومت کی اس غلطی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ اس نے عوام کے مطالبات کو بغیر کوئی وجہ بتائے ٹھکرا دیا ہے۔ ایک جمہوری نظام میں عوام اس طریقے کو برداشت نہیں کر سکتے اگر حکومت ان مطالبات کو نہ ماننے کے کچھ معقول وجوہ پیش کرتی۔ تو اس ملک کے عوام کچھ ایسے سر پھرے نہ تھے۔ کہ وہ خواہ مخواہ دنگا فساد پر اتر آتے لیکن اس نے سمجھانے کی کوشش نہ کی۔ اور یونہی عوام کے منہ پر ان کے مطالبات مار دیئے۔ اس کے بعد لوگوں میں غصہ ہوتا ایک قدرتی بات ہے۔ اور جب اس غصے کو فرو کرنے کے لئے آپ کی بارڈر پولیس لوگوں پر اندھا دھند گولیاں برسا رہی ہے۔ ان حالات میں آخر امن کی اپیل کیسے کارگر ہو سکتی ہے۔ امن تو اب دو ہی طریقوں سے قائم ہو سکتا ہے۔ یا تو طاقت سے اپنی قوم کو زبردستی دبا دیجئے اس کے لئے آپ کو ہماری مدد کی ضرورت نہیں۔ آپ کے پاس کافی پولیس اور فوج موجود ہے۔ یا اپنی قوم کو راضی کر کے امن قائم کیجئے۔ اس کی واحد صورت یہ ہے۔ کہ آپ آج ہی ریڈیو پر اعلان کیجئے۔ کہ وزیر اعظم صاحب عوام کے مطالبات پر گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ چوبیس گھنٹے کے اندر امن قائم ہو جائے گا۔"

ج۔ اس کا ایک حصہ انہوں نے کہا تھا اور ایک حصہ نہیں کہا تھا۔ س۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ کون سا حصہ انہوں نے نہیں کہا تھا؟

ج۔ اس کے بجائے:۔

"امن کی اب دو ہی طریقوں سے ہو سکتا ہے یا تو طاقت سے اپنی قوم کو زبردستی دبا دیجئے اس کے لیے آپ کو ہماری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے پاس کافی پولیس اور فوج موجود ہے۔"

انہوں نے کہا یہ تھا۔ کہ اب حکومت اور عوام کے ایک طبقے کے درمیان خانہ جنگی چھڑ گئی ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ اگر یہ خانہ جنگی ہے۔ تو آپ کس طرف ہیں؟

انہوں نے اس سوال کا جواب دینے سے انکار کیا۔ اور دوسرے موضوعات پر بحث شروع کر دی انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ اعلان کو ریڈیو پر نشر کیا جائے۔ دستاویز ڈی۔ ای ۳۳ کے صفحہ ۴۳ اور ۴۴ پر جو سطروں کے کنارے لائن کھینچ دی گئی ہے۔ وہ مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہیں۔ لیکن اب انہوں نے اسے بہتر طور پر پیش کر دیا ہے۔ ان کی تجویز یہ تھی۔ کہ مطالبات پر بحث کرنے کے لئے وزیر اعظم کو ایک وفد سے ملاقات پر راضی ہو جانا چاہیئے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ وزیر اعظم نے کبھی کسی وفد سے ملاقات کرنے سے انکار نہیں کیا۔ اس کے برعکس ان کے متعلق یہ شکایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ متعدد وفود کو بہت زیادہ وقت دیتے رہے ہیں۔ جو انہیں باتوں پر زور دیتے رہے ہیں۔ جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہیں۔ س۔ کیا آپ براہ مہربانی بتا سکتے ہیں۔ کہ وزیر اعظم نے کیا جواب دیا؟

ج:۔ وزیر اعظم نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ مجھے ۴ مارچ کو ہی مولانا مودودی اور دوسرے صاحب کا ایک تار مل چکا ہے۔ جس میں یہی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اور وہ پہلے اس کا جواب بھیج چکے ہیں۔ کہ پہلے امن بحال کر دیا جائے۔ اور اس کے بعد ہی وہ اس سوال کے تمام پہلوؤں پر بحث کر سکیں گے۔ وزیر اعظم نے مجھ سے کہا۔ کہ اس تجویز میں کوئی نئی بات نہیں ہے اور میرا پرانا جواب اب بھی اپنی جگہ پر قائم ہے۔

سوال کیا آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ آپ اگر عوام کو اپنا مقصد بتاتے اور انہیں یہ بتاتے کہ آپ اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں۔ تو امن کی بحالی میں اس سے مدد ملتی۔ جواب یہ کوئی نیا سوال نہیں تھا۔ جو اچانک پیدا ہو گیا ہو حکومت اس سوال پر غور کر رہی تھی۔ حکومت رائے عامہ سے قریبی تعلق رکھتی تھی۔ اور عوام کو اس کا علم تھا۔ صورت حال کی ابتری راست اقدام کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ اور میری رائے میں اس وقت یہ اعلان کر دیا جاتا۔ تو اس سے صورت حال نہ سدھرتی۔ مسٹر دولتانہ نے ۶ مارچ کو جو بیان جاری کیا اس سے صورت حال بہتر نہیں ہوئی۔ اور حکومت اگر کوئی اعلان کرتی تو اس کا بہت کچھ بہتر اثر ہوتا۔ (نامکمل)

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں مسٹر ابراہیم علی چشتی کا بیان

(گذشتہ سے پیوستہ)

س:- کیا اسلام میں علم تکوین (کاسمالوجی) کے نام کا کوئی علم ہے؟ ج:- ہاں۔ س:- اس کے متعلق معلومات کہاں سے حاصل ہوتی ہیں؟ ج:- سب سے پہلے قرآن کریم سے پھر اسلام کے متبحر عالموں کی تحریروں سے۔ س:- یہ علم نقل (الہام) پر مبنی ہے یا عقل و حقیقت پر؟ ج:- اس کی بنیادی معلومات الہام سے حاصل ہوتی ہیں لیکن ترقی یافتہ نظریات تحقیقاتی کام سے بڑی حد تک مماثل ہیں۔ س:- کیا علم تکوین سائنس ہے؟ ج:- نہیں یہ فلسفہ کی شاخ ہے۔

س:- اگر علم تکوین سائنس ہو تو کیا آپ تسلیم کریں گے کہ قرآن کریم میں علم تکوین کے متعلق کوئی معلومات نہیں؟ ج:- میں علم تکوین (کاسمالوجی) کا مطلب حقیقت کائنات کا نظریہ سمجھتا ہوں۔ اور اس معنی میں نہیں جانتا کہ یہ سائنس کیونکر ہو سکتا ہے۔ س:- اسلامی علم تکوین اور عیسائی علم تکوین میں کیا فرق ہے؟ ج:- ایک بنیادی فرق جو میں اس وقت محسوس کر سکتا ہوں یہ ہے کہ عیسائی علم تکوین میں انسانی ارتقاء کو باپ بیٹے کے تعلقات کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اسلامی علم تکوین اس بارے میں اپنا نظریہ خالق و مخلوق کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔

س:- آپ جس انداز سے ان سوالوں کا جواب دے رہے ہیں۔ عدالت یہ خیال کرتی ہے کہ آپ فلسفہ کے طالب علم رہے ہیں۔

ج:- ہاں میں نے فلسفہ میں آنرز کی ڈگری لی۔ اور فلسفہ ہمیشہ میرا مرغوب موضوع رہا ہے۔

س:- آپ جو ٹوپی پہن رہے ہیں اس کی تاریخ کیا ہے۔ اور وہ لوگ کون تھے۔ جو پہلے پہل طویل مخروطی ٹوپیاں پہنا کرتے تھے؟

ج:- جب تاتاری خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان میں یہ رواج تھا۔ کہ قبیلہ کا سردار اپنے ماتحتوں کا منصب اور کارکردگی دیکھ کر ان کو گھوڑے کی دموں کی مخصوص تعداد سر پر باندھنے کا اعزاز دیتا۔ س:- اور یہ جبہ جو آپ پہنے ہوئے ہیں؟ ج:- اس کا آغاز رومالوں کے "ٹوگا" سے ہوا۔ لیکن اس کی تراش خراش یہ عربی کلچر نے بھی اثر ڈالا۔ س:- آنحضوری کس قسم کی ٹوپی پہنا کرتے تھے؟ ج:- مجھے معلوم نہیں۔

مسٹر ابراہیم علی چشتی نے کہا۔ اب تک اس عدالت میں جو شہادت قلمبند ہوئی ہے۔ اس سے یہ تاثر بالکل غلط پیدا ہوتا ہے۔ کہ محکمہ اسلامیات کے فنڈ اور سرگرمیاں بنیادی طور پر زیادہ تر صرف تقریروں اور اخباری مضامین تک محدود تھیں۔

آپ نے کہا یہ تاثر شاید بوجہ پیدا کیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب کے وکیل نے صرف ایسے موضوعات کے متعلق سوالات کئے ہیں جن سے مجھے غیر قانونی طور پر نظر بند رکھنے کے سکینڈل کی پردہ پوشی مقصود ہے۔ آپ نے کہا میں ایسے جوابات نہیں دے سکتا۔ جو مجھ سے پوچھے جانے والے سوالات کی حد سے متجاوز ہوں۔

مسٹر چشتی نے کہا کہ حسب ذیل ٹھوس حقائق سے جو محکمہ کے ریکارڈ سے پایہ ثبوت کو پہنچ سکتے ہیں ظاہر ہو جائے گا۔ کہ تقریریں اور اخباری مقالات محکمہ کی محض ثانوی کارگزاری کا درجہ رکھتے ہیں۔

(۱) محکمہ نے جس منصوبے پر اب تک اپنے عمر کا زیادہ تر حصہ اور اپنے وقت اور عملی سرگرمی کو صرف کیا ہے وہ مذہبی اور اسلامی ثقافتی موضوعات پر ایران، مصر، شام (بیروت) اور ہندوستان سے تقریباً پانچ ہزار اسلامی کتب کی فراہمی ہے مختلف یورپی ذرائع سے مشرقی لٹریچر کی خرید جاری تھا۔ کابل، تاشقند، ماسکو، برلن، ہالینڈ، پیرس، لنڈن، سینٹ ... استنبول، امریکن عجائب خانوں اور ہندوستانی لائبریریوں سے قیمتی اسلامی مسودوں کی فلمیں تیار کرنے کی منصوبہ بندی کی جا رہی تھی۔ محکمہ بعض نادر مطبوعات پہلے ہی فراہم کر چکا ہے۔

(ب) محکمہ ایک کلاسیکل مصنف کی ایک ایسی قرآنی لغات چھپوا رہا ہے۔ جس پر اسلام کے تمام فرقے متفق ہیں۔ صحیح چھپائی کے خاص انتظامات کئے جا چکے ہیں۔

(ج) ایک سٹینڈرڈ ڈکشنری کی طرز پر معیاری قرآنی لغات کی تیاری کے لئے قرآن کے متعلق حوالے کی کتب مستند تفاسیر اور مصدقہ عربی لغات کا ایک بیش قیمت ذخیرہ محکمہ اسلامیات نے فراہم کیا تھا۔

(د) حدیث کے متعلق اہل السنت والجماعت کی چھ اور شیعوں کی چار معیاری کتابوں کی مستند شرحوں سمیت اشاعت کے لئے محکمہ مختلف معتبر کتابیں جمع کر رہا تھا تاکہ سنت کا بنیادی ریکارڈ موزوں، مناسب جدید ترین انداز کی دیدہ زیب کتابوں کی صورت میں پیش کیا جا سکے۔

(ہ) مرکزی حکومت کو قرآن پاک کا ملی مترادف [illegible] اردو بنگلہ ترجمہ شائع کرنے کی تجویز محکمہ نے پیش کی تھی تاکہ عربی رسم الخط نیز اردو اور بنگلہ کو سمویا جا سکے۔ اور بنگال کا رسم الخط پاکستان کی قومی زبان کا فیصلہ کر کے ملک کے دونوں حصوں کو ایک دوسرے کے اور زیادہ قریب کیا جائے۔ اس ترجمہ کی تیاری کا انتظام بنگالی علماء کو پنجاب لاتا۔

(و) محکمہ تمام اسلامی ملکوں سے مسجدوں اوقاف اور مزاروں وغیرہ کے انتظام۔ نظام تعلیم اور جدید اسلامی فقہ کے بارے میں مواد فراہم کر رہا تھا اور اب بھی کر رہا ہے۔ تاکہ صوبے کے قانون کو انہی خطوط پر مرتب کیا جا سکے۔

(ز) لائبریری بننے کے بعد افادی مسائل کے متعلق ریسرچ کا کام اور باقاعدہ علمی لیکچر شروع کئے جائیں گے۔

(ح) سکولوں، کالجوں اور جیلوں میں دیئے جانے والے لیکچروں کا اندازہ بھی ان تقریروں کے متعلق ان اداروں کے اعلیٰ افسروں کی رائے کے ریکارڈ کے مطالعہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ ریکارڈ محکمے میں موجود ہے۔

س:- آپ کی سابقہ شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مقرر جو محکمہ اسلامیات میں ملازم تھے۔ وہ سابقہ ہی تحریک میں حصہ لے رہے تھے کیا آپ یہ ظاہر کرنے کے لئے کوئی حقائق بہم پہنچا سکتے ہیں کہ اس کا لازماً یہ مطلب نہیں تھا کہ محکمہ تحریک کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا؟

ج:- پہلی بات یہ ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کی ایک ہی وقت میں موجودگی اور ان کا لازم و ملزوم ہونے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ ایک دوسرے سے تعلق رکھیں۔ ان کا آپس میں علت اور معلول جیسے تعلق کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ جو مقرر اکثر تقریروں کے لئے ملازم رکھے گئے تھے۔ وہ تحریک میں حصہ نہیں لے رہے تھے۔ مثال کے طور پر شیخ محمد دین بار ایٹ لاء، قمر احمد عثمانی اور مرزا عبد الحمید صاحبزادہ فیض الحسن اور قاضی مرید احمد کو صرف دو دو لیکچروں کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ (۳) تیسری بات یہ ہے کہ ہیڈ ماسٹر اور پرنسپل صاحبان کے سرٹیفکیٹوں سے بالکل واضح ہو جائے گا۔ کہ یہ لوگ کس قسم کے کام کی خاطر مقرر کئے گئے تھے۔

(۴) اس جگہ منظور شدہ فہرست کی تیاری کے لئے تمام ٹیبل اور سکیم کا تجزیہ ابھی غلط طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس کی ساری وجہ یہ ہے کہ محکمہ کا ریکارڈ اور فائلیں سی۔ آئی۔ ڈی کے قبضہ میں ہیں ورنہ محکمہ کے ریکارڈ سے صاف معلوم ہو جاتا کہ لیکچروں کے متعلق یہ مستقل وجہ دو دلائل کا آئینہ دار تھا۔ اور تحریک سے جو ایک غیر منقول متوازی حقیقت تھی بالکل جمتا رہتا تھا۔

س ۵۔ آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ کہ ذاتی طور پر آپ احمدیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ اور جب کوئی مسلمان احمدیت اختیار کر لیتا ہے۔ تو وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ اسلام میں مرتد کی سزا دہی ہے۔ جو بانی کی ہے۔ یعنی سزائے موت۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ احمدیوں کے قتل عام سے متفق ہوں گے۔ اور انہیں ذیرہ تمام جائز حقوق سے محروم کر دینگے؟

ج: جو گذشتہ بیانات میں میں نے اپنے جن ذاتی مذہبی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ اسلامی مملکت کی تشکیل اور بر عمل ہونے کے بعد میرے آزادانہ اور بالکل ذاتی نظریات ہیں۔ ان کو موجودہ حالات پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ اور خصوصاً اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ ذاتی نظریات اور قومی مملکت نے نہیں ابھی نہیں تھا۔ پس موجودہ حالات میں بہت سے احمدی میرے ذاتی اور خاندانی دوست ہیں میرے ذاتی نظریات میرے فرائض کی راہ میں بھی حائل نہیں ہوتے۔ یہ اس بات سے ظاہر ہو جائیگا کہ محکمہ اسلامیات میں شیعہ حضرات کو بھی میرے مذہبی اختلافات کے باوجود پوزیشن دی گئی تھی کیونکہ سرکاری پالیسی کا یہی تقاضہ تھا۔

نیویارک کے اخبارات

ضخیم سنڈے ایڈیشن شائع کر گئے

نیویارک ۵ دسمبر۔ نیویارک کے اتوار کو شائع ہونے والے اخبارات نے کل اپنے ضخیم ایڈیشن نکالے گذشتہ ہفتہ فوٹو انگریزوں کی ہڑتال کی وجہ سے سنڈے ایڈیشن شائع نہ ہو سکے۔ نیویارک ڈیلی نیوز نے ۲ سو صفحات کا ایڈیشن نکالا۔ اور اس کی ۴۰ لاکھ جلدیں شائع کیں۔ نیویارک ٹائمز نے ۳۰۶ صفحات کا ایڈیشن نکالا۔ دیگر اخبارات نے بھی ضخیم ایڈیشن نکالے۔

صوبہ سرحد میں ساڑھے پانچ لاکھ ایکڑ بنجر زمین زیر کاشت لائی جائے گی

صوبہ کی پیداوار میں ایک لاکھ ۵۷ ہزار ٹن گیہوں کا اضافہ ہو جائیگا (وزیر اعلیٰ سرحد کا اعلان)

پشاور ۱۵ دسمبر۔ سرحد کے وزیر اعلیٰ سردار عبد الرشید نے ایک پریس کانفرنس میں زرعی ترقی کے منصوبوں کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا۔ کہ ۱۹۵۷ء کے آخر تک سرحد کی ساڑھے پانچ لاکھ ایکڑ بنجر زمین کو زیر کاشت لانے کا کام مکمل ہو جائے گا۔ جس کی وجہ سے صوبہ کی پیداوار میں ایک لاکھ ۵۷ ہزار ٹن گیہوں کا اضافہ ہو جائے گا۔ وزیر اعلیٰ نے بتایا۔ کہ آئندہ دو ماہ کے اندر صوبے کی ۲۷ ہزار ایکڑ بنجر زمین زیر کاشت لائی جائے گی۔ اس طرح صوبہ سرحد مزید چھ ہزار ٹن غلہ پیدا کرنے کے قابل ہو جائیگا۔ آپ نے بتایا۔ صوبہ کی صنعتی اور زرعی ترقی کے لئے ایک اور چھ سالہ منصوبہ بھی تیار کیا جا رہا ہے۔ توقع ہے کہ آئندہ فروری میں درگئی میں بیس ہزار کلو واٹ بجلی پیدا کرنے کا مرکز مکمل ہو جائے گا۔ جس کا افتتاح وزیر اعظم پاکستان کریں گے۔ آپ نے اعلان کیا۔ کہ اگر صوبہ کی رائے عامہ صنعتی اور زرعی ترقی کے متعلق ٹھوس تجاویز حکومت کے سامنے پیش کرے۔ تو حکومت ان کا خیر مقدم کرے گی۔

امریکہ بھارت کی مخالفت کے باوجود پاکستان سے فوجی معاہدہ کریگا

نئی دہلی میں امریکی سفیر کا اعلان

نئی دہلی ۱۴ دسمبر۔ امریکی سفیر متعینہ بھارت مسٹر جارج ایلن نے اعلان کیا ہے۔ کہ امریکہ پاکستان سے فوجی معاہدہ کرنے میں بھارت کے خیالات کو مد نظر رکھے گا۔ لیکن بھارت کو اس معاہدے کے راستے میں روکاوٹ نہ بننے دیگا۔ کل انہوں نے تعلقات خارجہ کی بھارتی سوسائٹی کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس معاہدے کے بارے میں حکومت امریکہ نے ابھی قطعی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ کمیونزم کے خلاف امریکہ کے ساتھ تحفظ کا معاہدہ کرنے کی جو ملک بھی پیشکش کرتا ہے۔ امریکہ پوری آمادگی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرتا ہے۔ لیکن وہ ہمسایہ ملک کے ردِ عمل کا ضرور لحاظ رکھتا ہے۔ اور پاکستان اور امریکہ کے فوجی معاہدے کے بارے میں بھارت کے ردِ عمل کا بھی لحاظ رکھا جا رہا ہے۔ بھارت نے جو اندیشے ظاہر کئے ہیں۔ ان کی وجہ سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کیونکہ بھارت کو یہ شبہ ہے کہ ممکن ہے پاکستان امریکی فوجی امداد کو کشمیر میں استعمال کرے۔ ہر معاہدہ کرنے سے پہلے اس کے اچھے اور برے پہلوؤں پر غور کرنا پڑتا ہے۔ جہاں تک پاکستان کے ساتھ فوجی معاہدہ کرنے کا سوال ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ امریکہ بھارت کی مخالفت کے باوجود یہ معاہدہ کرے۔ دریافت کیا گیا۔ کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ پاکستان امریکی فوجی امداد بھارت کے خلاف استعمال نہیں کرے گا۔ اس کے جواب میں امریکی سفیر نے کہا۔ کہ یہ معاہدہ ہونے کے بعد امریکہ پاکستان کو مشورے دیتا رہے گا۔

مسئلہ کشمیر جسقدر جلد طے ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے (غضنفر علی خان)

لکھنؤ ۱۴ دسمبر پاکستانی ہائی کمشنر مسٹر غضنفر علی خان نے آج یہاں اخبار نویسوں سے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ پاکستان اور بھارت کے باہمی مسائل حل ہو جائیں گے۔ دونوں ملکوں کے عوام چاہتے ہیں۔ کہ آپس کے جھگڑے پر امن اور دوستانہ طریقے پر طے ہو جائیں۔ کشمیر کے متعلق انہوں نے کہا۔ کہ عام طور پر محسوس کیا جا رہا ہے اور خود میں محسوس کر رہا ہوں کہ کشمیر کا مسئلہ جس قدر جلد حل ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے مسئلہ کشمیر اطمینان بخش طریقے پر حل ہونے سے بھارت اور پاکستان کے دوسرے جھگڑے بھی طے ہو جائیں گے۔ جن میں متروکہ املاک کا مسئلہ بھی شامل ہے۔

امریکہ دنیا کی چالیس فی صدی آمدنی کا مالک ہے

نیویارک ۱۴ دسمبر۔ اعداد و شمار کے ایک جائزہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ امریکہ دنیا کی ۴۰ فی صدی آمدنی کا مالک ہے۔ ۱۹۳۸ء میں صرف ۲۶ فی صدی آمدنی امریکہ کے حصہ میں آئی تھی۔ ۱۹۴۸ء میں ایک امریکی کی اوسط آمدنی ۵۰۰۵ روپیہ تھی۔ جبکہ برطانیہ میں ۲۷۸۰ روپیہ اور روس میں ۶۵۰ روپیہ تھی

کراچی صوبائی مسلم لیگ کے صدر کے خلاف عدم اعتماد کی تجویز کا نوٹس

کراچی ۱۴ دسمبر۔ آج شام کراچی صوبائی مسلم لیگ کونسل کے کچھ اراکین کی طرف سے مسٹر حسین ملک نے ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ کراچی مسلم لیگ کے اراکین کی ایک بہت بڑی تعداد نے لیگ کے موجودہ عہدہ داروں کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ گذشتہ کچھ عرصہ سے کراچی مسلم لیگ کے حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ موجودہ عہدہ دار اپنے فرائض کی ادائیگی سے قاصر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض عہدہ دار خود مسلم لیگ کے مفاد کے متعلق مخلص نہیں ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ موجودہ عہدہ داروں کے ہوتے ہوئے۔ کراچی مسلم لیگ عوام کی کوئی صحیح خدمت انجام نہیں دے سکتی۔ ہم نے شخصی اور ذاتی مفادات سے قطع نظر صرف اصولوں کے پیش نظر موجودہ عہدہ داروں کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور ہم نے عوام اور مسلم لیگ کے مفاد کے پیش نظر یہ معاملہ صدر پاکستان مسلم لیگ مسٹر محمد علی کے سامنے بھی پیش کر دیا ہے۔

مصر کے صحرا میں بہت بڑی جھیل کی دریافت

قاہرہ ۱۵ دسمبر۔ مصر کے مغربی صحرا میں مشینوں کے ذریعہ ریت کے نیچے ایک بہت بڑی جھیل دریافت کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس جھیل میں اس قدر پانی موجود ہے جو سینکڑوں میل کے صحرائی علاقہ کو زرخیز بنانے کے لئے کافی ہوگا۔

فرانس کے دفاعی اخراجات میں دس فیصدی کمی کر دی گئی!

پیرس ۱۵ دسمبر۔ فرانس پارلیمنٹ نے اپنے دفاعی اخراجات میں دس فی صدی کی کمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آئندہ سال دفاعی امور پر ایک ارب دس کروڑ پونڈ خرچ کئے جائیں گے۔ ہند چینی کی جنگ کے لئے امریکہ بھی ایک ارب ڈالر بطور مدد فرانس کو دے گا۔

لاہور سٹی مسلم لیگ کے صدر کے خلاف تحریک عدم اعتماد

لاہور ۱۴ دسمبر۔ ۱۹ دسمبر کو لاہور سٹی مسلم لیگ کے جلسے میں سٹی لیگ کے صدر سردار محمد ظفر اللہ کے خلاف تحریک عدم اعتماد پر غور کیا جائیگا۔

لنکا کے وزیر اعظم ۱۳ جنوری کو کراچی پہنچیں گے

کراچی ۱۴ دسمبر لنکا کے وزیر اعظم آنریبل سر جان لائنل کوٹلا والہ پاکستان کا دو روزہ سرکاری دورہ کریں گے۔ موصوف آنریبل مسٹر رتنائیکا وزیر داخلہ۔ آنریبل سر کنتھا دیت یانا محکمہ داخلی امور کے وزیر مسٹر گن سینا ڈی سوئیزا مستقل سیکرٹری وزارت امور خارجہ مسٹر اٹوکوڈالا سیکرٹری کے ہمراہ ۱۳ جنوری کو کراچی پہنچیں گے